حدیث میں اس کی مثال حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ والا واقعہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ آہستہ پڑھ رہے تھے تو اس سے فرمایا، اس سے کچھ اور اونچا پڑھو، اور حضرت عمر اونچی آواز میں پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا، اس سے کچھ آہستہ پڑھو۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج لیلۃ فاذا ھو بابی بکر یصلی و یخفض من صوتہ و مر بعمر ھو یصلی رافعا صوتہ قال فلما اجتمعا عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال یا ابا بکر مررت بک وانت تصلی تخفض صوتک قال قد اسمعت من ناجیت یارسول اللہ وقال لعمر مررت بک وانت تصلی رافعا صوتک فقال یارسول اللہ اوقظ الوسنان واطرد الشیطان فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ابا بکر ارفع من صوتک شیئاً وقال لعمر اخفض من صوتک شیئاً (ابوداؤد)

یعنی حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں: ایک رات حضورؐ باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے ہیں (مگر) آہستہ آواز میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ اونچی آواز سے نماز (نوافل) پڑھ رہے تھے، (اتفاق سے) جب وہ دونوں حضورؐ کے پاس اکٹھے ہوئے تو آپؐ نے فرمایا:

اے ابوبکرؓ! میں آپ کے پاس سے گزرا تو آپ آہستہ آواز میں نماز پڑھ رہے تھے؟ عرض کی حضورؐ! میں جس (ذات پاک) سے مناجات کر رہا تھا میں (صرف) اسے ہی سنا رہا تھا۔"

(پھر) حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ میں آپ کے پاس سے گزرا تو آپ اونچی آواز میں نماز پڑھ رہے تھے؟ تو عرض کی حضورؐ!

میں نیند سے بوجھل لوگوں کو جگاتا اور شیطان کو بھگاتا تھا۔"

پھر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا، کہ آپ تھوڑا سا اور اونچا پڑھا کریں اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ آپ کچھ آہستہ آواز رکھیں۔"

یہ روایت مندرجہ بالا آیت کی صحیح تفسیر پیش کر رہی ہے۔

کفار کا قرآن کو نہ ماننا۔ دراصل آپ بات کو نہیں سمجھے! بات یہ نہیں کہی جا رہی ہے کہ تم قرآن کو خدا کا کلام مانتے ہو تو اس کے مقابلے میں تم بھی کوئی نمونہ پیش کرو، کیونکہ یہ بے تکی بات ہے۔ دراصل ان سے کہا یہ جا رہا ہے کہ: اگر تم کہتے ہو کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے، بلکہ حضورؐ کا یہ اپنا کلام ہے تو تم بھی عربی ہو، تو کلام کا ایسا نمونہ تم بھی پیش کر دکھاؤ، ورنہ یہی کہنا پڑے گا کہ یہ اللہ کا کلام ہے، جس کے مقابلے سے دنیا عاجز ہے اور تم بھی قاصر ہو! یہ بالکل سیدھی سی بات ہے، بشرطیکہ سمجھنے کی کوشش کی جائے!